www.KitaboSunnat.com

حافظ محمد مصطفیٰ راسخ ☆

فتاویٰ جات

ائمہ اسلاف اور عرب مفتیان کے فتاویٰ

اہل سنت والجماعت کے جلیل القدر ائمہ نے اپنے اپنے دور میں ورثۃ الأنبیاء ہونے کا پورا پورا حق ادا کیا ہے اور حق کی پورے طور پر وضاحت فرمائی ہے۔ ایسے اہل علم، جنہوں نے حق کی خاطر اپنی جانوں کے نذرانے دیئے ہیں، ان کی موجودگی میں کس طرح یہ ممکن ہوسکتا ہے کہ عجم سے چند فتنہ پروروں نے اُٹھ کر قرآن کریم میں متنوع قراءات کے عنوان سے اس قدر تحریف کردی ہو اور ان کو اس طرح جاری کردیا ہو کہ آج مسلمان اُنہیں بطور قرآن قبول کئے ہوئے ہیں اور نمازوں میں سرعام تلاوت کررہے ہیں؟ یقیناً ایسی باتوں کا امر واقعہ ہونا تو دور کی بات، ایسا سوچنا بھی انتہائی کم عقلی کی بات ہے۔ ایسے لوگوں کو پوری امت پر 'گمراہی' کا الزام عائد کرنے کے بجائے اپنے ذہنی علاج کی فکر کرنی چاہیے۔ ہم ذیل میں آئمہ اسلاف اور معاصر عرب مفتیان کی نمائندہ شخصیات کے قراءاتِ قرآنیہ سے متعلق فتاویٰ جات پیش کررہے ہیں۔ ان فتاوی کو مجلس تحقیق الاسلامی، لاہور کے فاضل رکن جناب قاری مصطفیٰ راسخ حفظہ اللہ نے بڑی محنت سے جمع کیا ہے اور ان کا اردو زبان میں سلیس ترجمہ فرمادیا ہے۔ [اِدارہ]

سوال: شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ سے نبی کریم ﷺ کے اس فرمان " أنزل القرآن علی سبعة أحرف" [صحیح البخاري:۴۹۹۲، صحیح مسلم:۸۲۰] کے بارے میں سوال کیا گیا کہ اس حدیث میں سبعہ سے کیا مراد ہے؟ اور کیا امام عاصم رحمہ اللہ اور امام نافع رحمہ اللہ وغیرہ کی طرف منسوب یہ سات قراءات، سبعہ احرف ہیں یا سبعہ احرف میں سے ایک حرف ہیں؟ اور مصحف کے احتمالی خط میں قراء کرام کے اختلاف کا کیا سبب ہے؟ اور کیا روایت اعمش اور روایت ابن محیصن جیسی قراءات شاذہ کے ساتھ قراءت کرنا جائز ہے؟ اور اگر انکے ساتھ قراءات کرنا جائز ہے تو کیا ان کے ساتھ نماز پڑھنا بھی جائز ہے یا کہ نہیں؟ جواب دے کر ماجور ہوں۔

جواب: شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے جواب دیتے ہوئے فرمایا:

یہ ایک مختلف فیہ سوال ہے جس میں فقہاء، قراء، محدثین، مفسرین اور اہل کلام سمیت متعدد علماء نے کلام کی ہے۔ اور اس پر مستقل کتابیں لکھی ہیں، اس سلسلے کی آخری کتاب امام ابو محمد عبدالرحمٰن بن ابراہیم الشافعی، المعروف بابن ابی شامہ رحمہ اللہ کی ہے۔ اگر اس مسئلہ میں وارد تمام اقوال اور ان کے دلائل کو ذکر کیا جائے تو جواب بہت طویل ہو جائے گا، جس کی یہاں گنجائش نہیں ہے، یہاں ہم صرف چند اہم نکات بیان کریں گے، جو مطلوب ہیں:

اس امر پر اہل علم میں سے کسی کا کوئی اختلاف نہیں ہے کہ اس حدیث مبارکہ " أنزل القرآن علی سبعة أحرف" میں مذکور 'سبعہ أحرف' سے مراد مشہور 'سات قراءات' نہیں ہیں، بلکہ ان سات قراءات کو سب سے

☆ فاضل کلیۃ القرآن، جامعہ لاہور الاسلامیہ ورکن مجلس التحقیق الاسلامی، لاہور

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

پہلے تیسری صدی ہجری میں امام ابوبکر بن مجاہد رحمہ اللہ نے جمع کیا، انہوں نے حرمین (مکہ ومدینہ) عراقیین (کوفہ وبصرہ) اور شام کے مشہور سات قراء کرام کو جمع کر دیا، کیونکہ اس زمانے میں یہی پانچوں شہر علوم وفنون کے مرکز تھے، اور فقہ واُصول فقہ، حدیث واُصول حدیث اور علوم دینیہ کا گہوارہ تھے۔ چنانچہ انہوں نے ان پانچ شہروں کے سات مشہور قراء کرام کی قراءات کو جمع کر دیا۔ تاکہ سات کا عدد حدیث مبارکہ میں مذکور 'سبعة أحرف' کے موافق ہو جائے۔ ان کا یا ان کے علاوہ کسی بھی اہل علم کا یہ عقیدہ ہرگز نہیں تھا کہ مذکورہ قراءاتِ سبعہ ہی 'أحرف سبعة' ہیں، یا ان سات قراءات کے علاوہ کوئی اور قراءت پڑھنا جائز نہیں ہے۔

اسی لیے بعض ائمہ قراءت میں سے بعض کہنے والوں نے کہا ہے کہ اگر امام ابن مجاہد رحمہ اللہ، امام حمزہ کوفی رحمہ اللہ کو ذکر کرنے میں مجھ پر سبقت نہ لے جاتے تو میں امام حمزہ رحمہ اللہ کی جگہ امام یعقوب الحضرمی رحمہ اللہ کو ذکر کرتا جو دوسری صدی ہجری میں جامع مسجد بصرہ اور اپنے زمانے میں قراء بصرہ کے امام تھے۔

مسلمانوں کا اس امر پر بھی کوئی اختلاف نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کو سبعہ احرف پر نازل فرمایا ہے اور یہ ساتوں حروف باہم متناقض اور متضاد نہیں ہیں۔ بلکہ بسا اوقات ان کا معنی متفق ہوتا ہے جیسا کہ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ ایسے ہی ہے جیسے تم کسی کو کہو: هَلُمَّ، أَقْبِلْ اور تَعَال ان سب کا ایک ہی معنی ہے کہ ''آؤ''۔

اور بسا اوقات دونوں کا معنی مختلف ہوتا ہے مگر دونوں کے معنی میں تناقض اور تضاد کی بجائے تنوع اور تغایر ہوتا ہے، اور دونوں معنی ہی برحق ہوتے ہیں۔ جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مرفوع حدیث میں منقول ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" أنزل القرآن على سبعة أحرف، إن قلت : غفورا رحيما ، أو قلت:عزيزا حكيما، فالله كذلك ، مالم تختتم آية رحمة بآية عذاب، أو آية عذاب بآية رحمة " [سنن أبوداؤد:١٤٧٧]

''قرآن مجید سات حروف پر نازل کیا گیا ہے۔ اگر آپ "غفورا رحیما" کہیں یا " عزیزا حکیما " کہیں تو اللہ تعالیٰ ایسا ہی ہے۔ جب تک آپ آیت رحمت کو آیت عذاب کے ساتھ اور آیت عذاب کو آیت رحمت کے ساتھ ملا کر ختم نہ کریں''

اور یہی حکم ان قراءات مشہورہ کا بھی ہے:

[رَبَّنَا بَاعَدَ] اور [رَبَّنَا بَاعِدْ]

[إِلَّا أَنْ يَّخَافَا أَلَّا يُقِيمَا] اور [إِلَّا أَنْ يُّخَافَا أَلَّا يُقِيمَا]

[وإن كان مكرهم لِتَزُولَ] اور [وإن كان مكرهم لَتَزُولُ]

[بل عَجِبْتَ] اور [بل عَجِبْتُ] وغیرہ وغیرہ۔

اور بعض قراءات ایسی ہیں جن کا معنی من وجہ متفق ہوتا ہے اور من وجہ متباین ہوتا ہے، جیسے:

[يَخْدَعُونَ] اور [يُخٰدِعُونَ]

[يَكْذِبُونَ] اور [يُكَذِّبُونَ]

[لَمَسْتُمُ] اور [لٰمَسْتُمُ]

[حَتّٰى يَطْهُرْنَ] اور [حَتّٰى يَطَّهَّرْنَ] وغیرہ وغیرہ

وہ قراءات جن میں معنی متغایر ہوتا ہے سب کی سب برحق ہیں، اور ہر قراءۃ دوسری قراءۃ کے ساتھ، ایک ایک

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آیت کے مرتبے میں ہے۔ ان تمام پر ایمان لانا اوران کے تقاضوں کی اتباع کرنا واجب ہے۔ اوران دونوں میں سے ایک کو چھوڑنا جائز نہیں ہے۔ جیسا کہ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:"من كفر بحرف منه فقد كفر كله" [تفسیر الطبری:۱/۵۴] جس شخص نے قرآن مجید کے ایک حرف کا بھی انکار کر دیا اس نے سارے قرآن کا انکار کر دیا۔

وہ قراءات جولفظاً ومعناً متحد ہیں فقط ان کی نطقی کیفیات میں تنوع ہے جیسے : ہمزات، مدات، امالات،نقل الحرکات، اظہار، ادغام، اختلاس، ترقیق اللامات والراء ات اوران کی تغلیظ وغیرہ وغیرہ۔ یہ زیادہ ظاہر اور بین ہیں اوران میں 'متنوع اللفظ والمعنی قراءات' کی نسبت بالکل ہی تضاد اور تناقض نہیں ہے، کیونکہ متنوع نطقی کیفیات سے لفظ ایک ہی رہتا ہے۔

اسی لیے علماء اسلام نے تمام مسلم ممالک میں ایک ہی معین قراءت پڑھنے پر زور دیا ہے، بلکہ جس شخص کے نزدیک امام حمزہ رحمہ اللہ کے شیخ الاعمش رحمہ اللہ یا امام یعقوب رحمہ اللہ کی قراءت ثابت ہو اور اس کے نزدیک قراءتِ حمزہ وکسائی بھی ثابت ہو تو اس کے لئے تمام اہل علم کے نزدیک بلا نزاع اس کی تلاوت کرنا جائز ہے۔ بلکہ اکثر ائمہ کرام نے قراءتِ حمزہ کو لیا ہے جیسے سفیان بن عیینہ، احمد بن حنبل اور بشر بن الحارث رحمہم اللہ ، جبکہ دیگر نے امام ابوجعفر بن قعقاع رحمہ اللہ اور شیبہ بن نصاح رحمہ اللہ مدنیین کی قراءت کو اختیار کیا ہے۔

بعض اہل علم نے بصریوں کی قراءت جیسے یعقوب بن اسحاق رحمہ اللہ کے شیوخ ہیں، کو اختیار کیا ہے، جبکہ بعض نے حمزہ رحمہ اللہ اور کسائی رحمہ اللہ کی قراءت کو لیا ہے۔

اس مسئلہ میں اہل علم کی معروف کلام موجود ہے۔ اس لیے اہل عراق جن کے نزدیک قراءات سبعہ کی مانند قراءات عشرہ یا قراءات الاحد عشر ثابت ہیں، وہ ان تمام قراءات کو اپنی کتب میں جمع کرتے ہیں اور نماز وغیر نماز میں ان کی تلاوت کرتے ہیں۔ اور یہ امر تمام اہل علم کے نزدیک متفق علیہ ہے، اس پر کسی نے انکار نہیں کیا۔

ابن شنبوذ رحمہ اللہ پر انکار کے حوالے سے قاضی عیاض رحمہ اللہ نے جو کچھ ذکر کیا ہے وہ یہ ہے کہ وہ چوتھی صدی ہجری میں نماز میں قراءات شاذہ کے ساتھ تلاوت کیا کرتے تھے، ان کا قصہ مشہور ہے، یہ دراصل مصحف سے خارج قراءاتِ شاذہ کے بارے میں تھا جیسا کہ عنقریب ہم واضح کریں گے۔

اہل علم میں سے کسی نے بھی قراءاتِ عشرہ کا انکار نہیں کیا، لیکن جو شخص ان قراءات کا عالم نہ ہو، یا کوئی قراءت اس کے نزدیک ثابت نہ ہو، جیسے بلادِ مغرب میں رہنے والے کسی شخص تک کوئی قراءت پہنچی نہ ہو تو اس کے لئے ایسی قراءات کی تلاوت کرنا جائز نہیں ہے جس کا اسے علم نہیں۔ بیشک قراءت [جیسا کہ سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ] سنت ہے جسے بعد والے پہلوں سے اخذ کرتے ہیں۔ جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز شروع کرتے وقت استفتاح کی متعدد دعائیں ثابت ہیں، اذان اور اِقامت کی کئی اَنواع منقول ہیں، نماز خوف کی کئی صورتیں مروی ہیں وغیرہ وغیرہ۔ مذکورہ تمام صورتیں حسن اور جائز ہیں اوران کا علم رکھنے والے کے لئے ان پر عمل کرنا مشروع ہے۔

لیکن جو شخص ان تمام صورتوں میں سے کسی ایک کا علم رکھتا ہو، دیگر کا نہیں، تو اس کے لئے معلوم صورت کو چھوڑ کر غیر معلوم صورت پر عمل کرنا جائز نہیں ہے، اور نہ ہی اس کے لئے یہ جائز ہے کہ وہ اپنی جہالت کی بناء پر عالم پر انکار

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرے یا اس کی مخالفت کرے۔جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:"لا تختلفوا فان من کان قبلکم اختلفوا فھلکوا" [صحیح البخاري:۲۴۱۹، مسند أحمد:۴۰۱/۱]''اختلاف نہ کرو بیشک تم سے پہلے لوگوں نے اختلاف کیا اور وہ ہلاک ہوگئے۔''

مصاحف عثمانی کے رسم سے خارج قراءاتِ شاذہ، جیسے سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ کی قراءت ہے۔[وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشَى وَالنَّهَارِ إِذَا تَجَلّٰى وَالذَّكَرَ وَالْأُنْثٰى]

[صحیح البخاري:۴۹۴۳، صحیح مسلم:۸۲۴]

اسی طرح سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی قراءت ہے [فصیام ثلاثة ایام متتابعات] ، [ان کانت الا زقیة واحدة] مذکورہ قراءات اگر صحابہ کرام سے ثابت ہوں تو کیا نماز میں ان کی تلاوت کرنا جائز ہے؟

اس سلسلے میں اہل علم کے دو قول ہیں۔امام احمد رحمہ اللہ اور امام مالک رحمہ اللہ سے بھی دو مشہور روایتیں منقول ہیں:

① **جائز ہے:** کیونکہ صحابہ کرام اور تابعین عظام ان قراءات شاذہ کے ساتھ نماز میں تلاوت کیا کرتے تھے۔

② **ناجائز ہے:** یہ اکثر اہل علم کا قول ہے، کیونکہ یہ قراءات نبی کریم ﷺ سے تواتر کے ساتھ ثابت نہیں ہیں اور اگر ثابت بھی ہیں تو عرضۂ اخیرہ سے منسوخ ہو چکی ہیں۔اُم المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ جبرئیل علیہ السلام ہر سال نبی کریم ﷺ کے ساتھ قرآن مجید کا ایک مرتبہ دور کیا کرتے تھے، لیکن جس سال آپ نے وفات پائی ہے اس سال جبرئیل علیہ السلام نے آپ کے ساتھ دو مرتبہ دور کیا۔

[صحیح البخاري:۳۶۲۴، صحیح مسلم:۲۴۵۰]

عرضۂ اَخیرہ ہی سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ وغیرہ کی قراءت ہے،اور اسی پر ہی خلفاء راشدین نے مصاحف کو لکھنے کا حکم دیا تھا۔خلافت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ میں سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ قرآن مجید کو ایک جگہ جمع کر دیں۔پھر سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں اس کے کئی نسخے تیار کروا کر مختلف شہروں کی طرف روانہ کر دیئے،اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ سمیت تمام صحابہ کا اس پر اجماع ہے۔

ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اس نزاع کو اس اصل پر محمول کیا جائے جس کے بارے میں سائل نے سوال کیا ہے کہ کیا قراءات سبعہ، حروف سبعہ میں سے ایک حرف ہیں یا کہ نہیں؟

جمہور اہل علم کے نزدیک قراءات سبعہ، حروف سبعہ میں سے ایک حرف ہیں، بلکہ وہ کہتے ہیں کہ مصحف عثمان حروف سبعہ میں سے ایک حرف تھا جو عرضۂ اخیرہ کو متضمن تھا۔متعدد احادیث وآثار اس قول پر دلالت کرتے ہیں۔

فقہاء، قراء اور اہل کلام کی ایک جماعت کے نزدیک یہ مصحف (عثمان) ساتوں حروف پر مشتمل تھا، کیونکہ اُمت کے لئے سبعہ احرف میں سے کسی (حرف) کو نقل نہ کرنا جائز نہیں ہے۔اور ان کا مصحف عثمان کو نقل کرنے، اور اس کے علاوہ دیگر مصاحف کو چھوڑنے پر اتفاق ہے، کیونکہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے لکھوائے ہوئے صحف سے نقل کرنے کا حکم دیا تھا اور صحابہ کرام کے مشورے سے کئی نسخے تیار کروا کر مختلف شہروں کی طرف بھیجے تھے۔اور ان (سرکاری) مصاحف کے علاوہ باقی مصاحف کو جلا دینے کا حکم دیا تھا۔

نیز ان کا کہنا ہے کہ بعض احرف سبعہ کی قراءت سے منع کرنا جائز نہیں ہے۔امام محمد بن جریر رحمہ اللہ وغیرہ فرماتے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں کہ احرف سبعہ پر قراءت کرنا اُمت پر واجب نہیں ہے، بلکہ یہ ایک رخصت اور اجازت تھی کہ وہ جس حرف کو آسان سمجھیں اسے اختیار کرلیں۔ بالکل ایسے ہی جیسے سورتوں کی ترتیب وجوبی نہیں ہے بلکہ اجتہادی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے مصحف کی ترتیب سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے لکھے ہوئے مصحف سے مختلف تھی، لیکن آیتوں کی ترتیب منزل من اللہ ہے۔ ان کو سورتوں کی مانند آگے پیچھے کرنا جائز نہیں ہے۔

یہی صورتِ حال سبعہ احرف کی ہے، جب صحابہ کرام نے دیکھا کہ اگر ہم ایک حرف پر جمع نہ ہوئے تو اُمت متفرق ہو جائے گی اور منتشر ہو جائے گی، تو انہوں نے ایک حرف پر اجماع کرلیا اور وہ اس امر سے معصوم ہیں کہ گمراہی پر جمع ہو جائیں، اور اس میں نہ تو ترکِ واجب ہے اور نہ ہی فعلِ محظور ہے۔

بعض اہل علم کا خیال ہے کہ سبعہ احرف پر پڑھنے کی رخصت شروع اسلام میں تھی، کیونکہ اس وقت ایک حرف پر پڑھنے سے مشقت محسوس ہوتی تھی، جب زبانیں مانوس ہوگئیں اور ایک ہی حرف پر پڑھنا آسان ہوگیا تو انہوں نے ایک ہی حرف پر اجماع کرلیا، جو حرف عرضۂ اخیرہ میں تھا۔ نیز وہ کہتے ہیں کہ عرضۂ اخیرہ نے دیگر حروف کو منسوخ کر دیا ہے۔

ان کے قول کے موافق اس شخص کا بھی قول ہے جو کہتا ہے کہ سیدنا ابی بن کعب اور سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ وغیرہما کے جو حرف رسم عثمانی کے مخالف ہیں وہ منسوخ ہیں، لیکن جو شخص سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے حوالے سے کہتا ہے کہ وہ قراءت بالمعنی کو جائز کہتے تھے وہ سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ پر جھوٹ بولتا ہے، کیونکہ انہوں نے کہا: میں نے قراء کی قراءات کو باہم متقارب پایا ہے، جیسے تم میں سے کوئی شخص کہے: أقبل، تعال، هلم۔ جیسے تمہیں سکھایا گیا ہے ویسے ہی پڑھو۔

پھر جو شخص مصحف سے خارج صحابہ کرام سے ثابت قراءات کی تلاوت کو جائز قرار دیتا ہے، اس کے نزدیک نماز میں تلاوت کرنا بھی جائز ہے، کیونکہ وہ احرف سبعہ میں سے ہے جس پر قرآن مجید نازل کیا گیا ہے۔ اور جو شخص ناجائز قرار دیتا ہے۔ اس کے پاس تین دلائل ہیں:

1. وہ اَحرف سبعہ میں سے نہیں ہے۔
2. وہ حروفِ منسوخہ میں سے ہے۔
3. اسے چھوڑنے پر صحابہ کا اجماع ہے۔
4. جن ذرائع سے قرآن ثابت ہوتا ہے وہ ان ذرائع سے ثابت نہیں ہوا۔

(۳) اس مسئلے میں تیسرا قول میرے دادا ابو البرکات رحمہ اللہ کا اختیار ہے کہ اگر کوئی شخص ان قراءات کو قراءتِ واجبہ [جیسے سورۃ الفاتحہ] میں پڑھتا ہے تو اس کی نماز درست نہیں ہوگی، کیونکہ اسے اپنی قراءت واجبہ کی ادائیگی کا یقین نہیں ہوتا، کیونکہ اس قراءت کے قرآن ہونے کا اس کے پاس کوئی ثبوت نہیں ہے۔ اور اگر وہ ان قراءات کو قراءتِ غیر واجبہ [جیسے سورۃ الفاتحہ کے بعد والی قراءت] میں پڑھتا ہے تو اس کی نماز باطل نہیں ہوگی، کیونکہ اسے یقین ہوتا ہے کہ اس نے نماز کو باطل کرنے والی کوئی شے سرانجام نہیں دی، نیز ممکن ہے کہ وہ قراءت احرف سبعہ میں سے ہو۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نیز سائل کا یہ سوال کہ مصحف کے احتمالی خط میں قراء کرام کے اختلاف کا کیا سبب ہے؟

اس کا جواب یہ ہے کہ قراءات کا مرجع ومصدر نقل اور لغت عربیہ ہے، کسی کے لئے مجرد اپنی رائے سے قراءت کرنا جائز نہیں ہے، بلکہ قراءت سنت متبعہ ہے۔ جب انہوں (صحابہ) نے مصحف امام میں مکتوب قرآن مجید پر اتفاق کرلیا اور بعض نے یاء کے ساتھ اور بعض نے تاء کے ساتھ پڑھا تو ان دونوں قراءات میں سے کوئی ایک قراءت بھی مصحف سے خارج نہیں ہے۔ (کیونکہ خط مصحف دونوں قراءات کا احتمال رکھتا تھا)

بعض مقامات پر تمام قراء کرام 'یاء' یا 'تاء' پڑھنے پر متفق ہیں جیسے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے۔﴿وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ﴾ [البقرۃ:۷۴] اس جگہ تمام قراء کرام بالتاء ہی پڑھتے ہیں۔ جبکہ دیگر دو مقامات پر قراء کرام کے درمیان اختلاف ہے اور ہم پہلے ہی یہ بتا چکے ہیں کہ دو قراءات دو آیتوں کی مانند ہیں۔ جتنی زیادہ قراءات ہوں گی اتنی ہی آیات شمار ہوں گی، لیکن جب دونوں قراءتوں کا خط ایک ہی ہو جو دونوں کا ہی احتمال رکھتا ہو تو رسم میں آسانی ہو جاتی ہے۔

نقل قرآن میں اصل اعتماد مصاحف کی بجائے حفظ القلوب پر ہے۔ جیسا کہ صحیح حدیث میں نبی کریم ﷺ سے ثابت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

میرے رب نے مجھے حکم دیا کہ کھڑا ہو جا اور قریش کو ڈرا! میں نے کہا: اے میرے رب! وہ تو میرا سر کچل دیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں تجھے بھی آزمانے والا ہوں اور تیرے ساتھ (دیگر لوگوں) کو بھی آزمانے والا ہوں اور میں تیرے اوپر ایک ایسی کتاب نازل کرنے والا ہوں جسے پانی نہیں دھو سکے گا۔ آپ اسے نیند اور بیداری دونوں حالتوں میں پڑھیں گے۔ آپ ایک لشکر روانہ کریں میں اس سے دوگنا بڑا لشکر روانہ کروں گا۔ اور اپنے مطیع لوگوں کو ساتھ لے کر نافرمانوں سے لڑائی کر اور تو خرچ کر میں تیرے اوپر خرچ کروں گا۔ [صحیح مسلم:۲۸۶۵]

اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی کتاب (قرآن مجید) اپنی حفاظت میں صحیفوں کی محتاج نہیں ہے، جن کو پانی سے دھویا جا سکتا ہو، بلکہ نبی کریم ﷺ ہر حالت میں اسے پڑھتے تھے۔ نیز نبی کریم ﷺ نے اس امت کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا:

"أناجیلهم فی صدورهم" [مجمع الزوائد:۸/۲۷۴] ''ان کی اناجیل یعنی قرآن ان کے سینوں میں ہے۔''

بخلاف اہل کتاب کے، کیونکہ وہ اپنی کتاب کی حفاظت صرف کتابوں میں کرتے تھے، اسے زبانی یاد نہیں کرتے اور صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ عہد نبوی ﷺ میں صحابہ کرام کی ایک جماعت نے قرآن مجید کو جمع کر لیا تھا، اس سے واضح ہوتا ہے کہ معروف قراء کرام جیسے امام نافع رحمہ اللہ، اور امام عاصم رحمہ اللہ وغیرہ کی طرف منسوب قراءات، سبعہ احرف نہیں ہیں، جن پر قرآن مجید نازل کیا گیا تھا، اور اس پر تمام سلف وخلف اہل علم کا اتفاق ہے۔

اسی طرح موجودہ قراءات سبعہ بھی احرف سبعہ میں سے مکمل ایک حرف نہیں ہیں، جن پر قرآن مجید نازل کیا گیا ہے۔ بلکہ دیگر آئمہ قراءات سے ثابت قراءات بھی [جیسے امام اعمش، امام یعقوب، امام خلف، امام ابوجعفر یزید بن قعقاع اور امام شیبہ بن نصاح رحمہم اللہ کی قراءت ہیں] ان قراءات سبعہ کے مقام ومرتبہ میں ہیں۔ جس طرح یہ قراءات سبعہ ثابت ہیں ایسے ہی وہ قراءات بھی ثابت ہیں۔ آئمہ فقہاء اور قراء کا اس بارے میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ متاخرین نے مصحف عثمانی کے بارے میں اختلاف کیا۔ جس پر صحابہ کرام، تابعین اور تبع تابعین کا اجماع ہے، کیا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس مصحف میں قراءات سبعہ یا مکمل قراءات عشرہ موجود تھیں؟ کیا وہ اُحرف سبعہ میں ایک حرف تھا جس پر قرآن مجید نازل کیا گیا ہے یا سبعہ احرف کا مجموعہ تھا؟ اس میں دو مشہور قول ہیں:

① وہ مصحف سبعہ احرف میں سے ایک حرف پر مشتمل تھا۔ یہ سلف آئمہ اور اہل علم کا قول ہے۔

② وہ مصحف تمام سبعہ احرف پر مشتمل تھا۔ یہ بعض اہل کلام اور قراء کرام وغیرہ کا قول ہے۔

اور تمام اہل علم اس امر پر متفق ہیں کہ احرف سبعہ آپس میں ایک دوسرے کے خلاف نہیں ہیں کہ ان کے معنی میں تضاد اور تناقض ہو بلکہ وہ ایک دوسرے کے معنی کی تصدیق وتائید کرتے ہیں۔ جس طرح آیات قرآنیہ ایک دوسرے کی تصدیق کرتی ہیں۔ مصحف کے احتمالی خط میں قراءات کے تنوع کا سبب شارع کی طرف سے اِجازت ہے، کیونکہ قراءات کا مصدر سنت اور اتباع ہے، رائے اور بدعت نہیں۔

اگر کہا جائے کہ یہ قراءات ہی احرف سبعہ ہیں تو بطریق اولی واضح ہیں۔ گویا اللہ تعالیٰ نے ان کو سبعہ احرف میں پڑھنے کی اجازت دے دی جو سب کے سب شافی وکافی ہیں۔ باوجودیکہ رسم میں احرف کا تنوع تھا۔ اب جبکہ رسم میں حروف کا اتفاق ہے تو اسے بالاولی جائز ہونا چاہیے۔ یعنی ایک رسم کی وجہ سے یاء اور تاء کی قراءت بالاولی صحیح ہے۔

یہی وجہ ہے کہ عہد صحابہ کرام میں قرآن مجید کو اعراب اور نقطوں کے بغیر لکھا گیا تھا تاکہ رسم کی صورت دونوں قراءات کا احتمال رکھے۔ جیسے یاء اور تاء، ضمہ اور فتحہ۔ اور وہ ان دونوں قراءات کو تلفظ سے ضبط کرتے تھے۔ اور ایک ہی رسم الخط دونوں قراءات پر دلالت کرتا تھا۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے قرآن مجید کے الفاظ اور معانی دونوں اکٹھے حاصل کئے۔ جیسا کہ ابو عبدالرحمن السلمی رحمہ اللہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے نقل کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«خيركم من تعلم القرآن وعلمه» [صحيح البخاري: ٥٠٢٧]

''تم میں سے بہترین شخص وہ ہے جو خود قرآن مجید سیکھتا ہے اور اسے آگے سکھاتا ہے۔''

امیر المؤمنین سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ اور سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے قرآن مجید سیکھتے تھے اور اس وقت تک اگلی آیات نہ پڑھتے تھے جب تک ان آیات میں موجود علم وعمل سے آگاہ نہ ہو جاتے تھے وہ فرماتے ہیں کہ:

ہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے قرآن کا علم اور عمل اکٹھے سیکھے ہیں۔ لہذا قرآن مجید کے حروف اور معانی کی اکٹھی تعلیم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول «خيركم من تعلم القرآن وعلمه» کے معنی میں داخل ہے بلکہ حروف کی تعلیم حاصل کر کے معانی سیکھنا ہی مقصود ہے۔ اور اسی سے ایمان میں زیادتی ہوتی ہے۔

جیسا کہ جندب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ؟ وغیرہ فرماتے ہیں:

''ہم نے پہلے ایمان سیکھا پھر قرآن سیکھا جس سے ہمارا ایمان زیادہ ہو گیا، اور تم پہلے قرآن سیکھتے ہو پھر ایمان سیکھتے ہو۔ صحیحین میں سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں دو حدیثیں بیان کیں، جن میں سے ایک کو میں نے دیکھ لیا ہے جبکہ دوسری کے انتظار میں ہوں۔ آپ نے فرمایا بے شک امانت لوگوں کے دلوں کی جڑ میں نازل ہوئی ہے، پھر قرآن نازل ہوا ہے۔'' [صحيح بخاري: ٦٤٩٧، صحيح مسلم: ١٤٣]

جس طرح اللہ تعالی نے قرآن مجید نازل فرمایا تھا اس طرح صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس حروف اور معانی کو ہم تک پہنچا دیا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

﴿وَكَذٰلِكَ أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ رُوحًا مِّنْ أَمْرِنَا مَا كُنتَ تَدْرِي مَا الْكِتَابُ وَلَا الْإِيمَانُ وَلَٰكِن جَعَلْنَاهُ نُورًا نَّهْدِي بِهِ مَن نَّشَاءُ مِنْ عِبَادِنَا...﴾[الشوری:۵۲]

نماز اور غیر نماز میں رسم مصحف کے موافق قراءات ثابتہ کی تلاوت کرنا جائز ہے، لیکن قراءتِ شاذہ کے ساتھ نہیں۔[مجموع الفتاویٰ لابن تیمیة:۱۳/۳۸۹]

قراءاتِ سبعہ کو جمع کرنے کا حکم

سوال: شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ سے سوال کیا گیا کہ کیا قراءاتِ سبعہ کو جمع کرنا سنت ہے یا بدعت؟ اور کیا عہد نبوی میں ان قراءات کو جمع کیا گیا یا نہیں؟ اور کیا قراءات کو جمع کر کے پڑھنے والے کو ایک روایت پڑھنے والے سے زیادہ ثواب ملتا ہے یا نہیں؟

جواب: شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے جواب دیتے ہوئے فرمایا:

نفسِ قراءات کی معرفت اور ان کا حفظ سنت متبعہ ہے، جسے بعد والے پہلے والوں سے اَخذ کرتے چلے آئے ہیں قرآن مجید کی معرفت، جسے خود نبی کریم ﷺ پڑھتے تھے اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو پڑھاتے رہے اور جس پر ان کا اجماع ہے، سنت ہے، اور قراءات کو جاننے اور انہیں حفظ کرنے والے کے لئے صرف ایک روایت جاننے والے کی نسبت زیادہ ثواب ہے۔

نماز یا عام تلاوت میں ان قراءات کو جمع کر کے پڑھنا بدعت مکروہہ ہے، لیکن حفظ اور تعلیم کے لئے ان کو جمع کر کے پڑھنا اجتہاد ہے جس پر ایک گروہ نے عمل کیا ہے۔[مجموع فتاویٰ لابن تیمیة:۱۳/۴۰۴]

[نیز یاد رہے کہ آج کل محافل قراءات میں جمع کر کے پڑھی جانے والی قراءات کا مقصد بھی تعلیم ہی ہوتا ہے تاکہ عوام الناس کو قراءات کا تعارف ہو جائے اس اعتبار سے محافل قراءات میں جمع کر کے پڑھنا جائز ہے۔ مترجم]

سوال: شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ سے سوال کیا گیا کہ اگر کوئی شخص قوم کی امامت کرتے وقت اپنی نماز میں عموماً امام ابوعمرو بصری کی قراءت پڑھتا ہو، لیکن کبھی کبھار قراءتِ ابوعمرو بصری کے ساتھ ساتھ روایت ورش یا قراءت نافع یعنی مختلف روایات، میں قراءت کر لیتا ہو تو کیا وہ گنہگار ہوگا؟ یا اس کی نماز میں نقص واقع ہو جائے گا؟ یا وہ اپنی نماز کو دوبارہ پڑھے گا؟

جواب: شیخ الاسلام رحمہ اللہ نے جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ قرآن مجید کا بعض حصہ امام ابوعمرو بصری کی قراءت میں اور بعض حصہ امام نافع رحمہ اللہ کی قراءت میں پڑھنا جائز ہے، برابر ہے کہ وہ ایک ہی رکعت میں ہو یا دو رکعات میں ہو، داخل نماز میں ہو یا خارج نماز میں ہو۔[الفتاویٰ الکبری لابن تیمیة:۱/۲۳۰]

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

قراءات قرآنیہ کا تعدد

سوال: بعض لوگ کہتے ہیں کہ قراءات قرآنیہ کے متعدد ہونے کا مطلب یہ ہے کہ قرآن مجید میں اختلاف ہے اور وہ کافی وشافی معانی تک دلالت نہیں کرتا۔ جیسے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے:

﴿وَنُخْرِجُ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كِتَابًا يَلْقَاهُ مَنْشُورًا﴾ [الاسراء:۱۳]

جواب: نبی کریم ﷺ سے صحیح ثابت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

"إن القرآن نزل من عند الله على سبعة أحرف" [صحيح البخاري:۴۹۹۲، صحيح مسلم:۸۱۸]

''بیشک قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی طرف سے سات حروف پر نازل ہوا ہے۔''

یعنی آسانی کے لئے عربوں کی سات لغات اور لہجات پر نازل ہوا ہے۔ اور تواتر کے ساتھ ہم تک پہنچا ہے۔

تمام قراءات اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل کردہ ہیں۔ قراءات کا تعدد تحریف وتغییر کا نتیجہ ہے اور نہ ہی ان سے معانی میں التباس، تناقض یا تضاد پیدا ہوتا ہے۔ بلکہ بعض قراءات بعض قراءات کے معانی کی تصدیق کرتی ہیں۔

بعض قراءات سے متنوع معانی سامنے آتے ہیں۔ جن میں سے ہر ایک معنی مقاصد شریعت اور بندوں کی مصلحتوں میں سے کسی مصلحت کو محقق کرنے والے حکم پر دلالت کرتا ہے۔

ایسی قراءات میں سے ایک، اللہ تعالیٰ کا فرمان:

﴿وَكُلَّ إِنسَانٍ أَلْزَمْنَاهُ طَائِرَهُ فِي عُنُقِهِ وَنُخْرِجُ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كِتَابًا يَلْقَاهُ مَنْشُورًا﴾ [الاسراء:۱۳]

اس آیت مبارکہ میں لفظ "يلقاه" میں دو قراءات ہیں۔

① يَلْقَاهُ (بفتح الياء والقاف مخففة) اس قراءت کی صورت میں اس آیت مبارکہ کا معنی ہوگا کہ ہم روزِ قیامت انسان کے لئے ایک کتاب نکالیں گے جو اس کے اعمال کا صحیفہ ہوگا اور وہ آدمی اس صحیفے کے پاس اس حال میں پہنچے گا کہ وہ مفتوح (کھلا ہوا) ہوگا۔ اگر وہ شخص جنتی ہوگا تو اسے اپنے دائیں ہاتھ سے پکڑے گا اور اگر جہنمی ہوگا تو اسے اپنے بائیں ہاتھ سے پکڑے گا۔

② يُلَقَّاهُ (بضم الياء وتشديد القاف) اس قراءات کی صورت میں اس آیت مبارکہ کا معنی ہوگا کہ ہم روز قیامت انسان کے لئے ایک کتاب نکالیں گے جو اس کے اعمال کا صحیفہ ہوگا اور وہ کتاب انسان کو اس حال میں دی جائے گی کہ وہ مفتوح (کھلی ہوئی) ہوگی۔

مذکورہ دونوں قراءات کے معانی معمولی سے فرق سے واضح ہوتا ہے کہ بالآخر دونوں کا ایک ہی معنی ہے، کیونکہ کتاب کے پاس جانا یا کتاب کا دیا جانا ایک ہی شئ ہے۔ اور دونوں صورتوں میں ہی وہ کتاب مفتوح (کھلی ہوئی) ہوگی۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے:

﴿فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ فَزَادَهُمُ اللَّهُ مَرَضًا وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ بِمَا كَانُوا يَكْذِبُونَ﴾ [البقرة:۱۰]

اس آیت مبارکہ میں لفظ يكذبون میں دو قراءاتیں ہیں۔

① يَكْذِبُونَ: (بفتح الياء وسكون الكاف وكسر الذال) اس قراءات کی صورت میں اس کا معنی ہوگا کہ وہ اللہ تعالیٰ اور مومنوں کی طرف سے جھوٹی خبریں دیتے ہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

۲ يُكَذِّبُونَ: (بضم الياء فتح الكاف وتشديد الذال المكسورة) اس قراءات کی صورت میں اس کا معنی ہوگا کہ وہ رسولوں اور ان کی لائی ہوئی شریعت کو جھٹلاتے ہیں۔

مذکورہ دونوں قراءات کے معنی میں نہ تو تناقض ہے اور نہ ہی تضاد ہے بلکہ دونوں قراءات میں سے ہر ایک نے منافقین کے اَوصاف میں سے ایک ایک وصف بیان کیا ہے۔

پہلا وصف: وہ اللہ تعالیٰ، رسول اللہ ﷺ اور لوگوں کی اخبار میں جھوٹ بولتے ہیں۔

دوسرا وصف: وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے رسولوں کی دی گئی شریعت کو جھٹلاتے ہیں۔

اور منافقین کے بارے میں یہ دونوں صفات ہی برحق ہیں۔ کیونکہ انہوں نے ان دونوں صفات (کذب اور تکذیب) کو ہی اپنے اندر جمع کرلیا ہے۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تعداد قراءات اللہ تعالیٰ کی طرف سے کسی حکمت کی بناء پر ہے۔ تحریف وتغیر کا نتیجہ نہیں ہے۔ اور نہ ہی قراءات سے معانی میں التباس، تناقض یا تضاد پیدا ہوتا ہے، بلکہ بعض قراءات بعض قراءات کی تصدیق کرتی ہیں۔

اللجنة الدائمة للبحوث العلمية والإفتاء

عضو	عضو	نائب رئيس اللجنة	الرئيس
عبد الله بن قعود	عبد الله بن غديان	عبد الرزاق عفيفي	عبد العزيز بن باز

[فتویٰ رقم: ۱۰/۴/۴،۱۹۷۷]

روایت ورش میں قراءت کرنے کا حکم

سوال: کیا نماز میں روایت ورش کے ساتھ قرآن مجید کی تلاوت کرنا جائز ہے؟ حالانکہ ہمارے ہاں روایت حفص عن عاصم متداول ہے۔

جواب: روایت ورش عن نافع کے ساتھ قراءت کرنا فی نفسہا علماء قراءات کے نزدیک صحیح اور معتبر ہے، لیکن ایسی جگہ اس کی قراءت کرنا جہاں اس کے علاوہ کوئی دوسری روایت، مثلاً روایت حفص عن عاصم متداول ہو تو وہاں روایت ورش کی تلاوت مقتدیوں کے دل میں خلش پیدا کردے گی لہٰذا مقتدیوں کی خلش کو دور کرنے کے لئے روایت ورش کی قراءت نہ کی جائے۔ ہاں اگر کوئی شخص منفرد (تنہا) نماز ادا کر رہا ہو تو اس کے لئے عدم مانع کی بناء پر اس کی تلاوت کرنا جائز ہے۔ وباللہ التوفیق

اللجنة الدائمه للبحوث العلمية والإفتاء

عضو	عضو	نائب رئيس اللجنة	الرئيس
عبد الله بن قعود	عبد الله بن عديان	عبد الرزاق عفيفي	عبد العزيز بن باز

[فتویٰ رقم: ۱۳/۴،۷۳۳۹]

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

نماز میں ایک آیت کو مختلف قراءات سے پڑھنے کا حکم

سوال: کیا نماز کی ایک ہی رکعت میں کسی آیت کو مختلف قراءات متواترہ ثابتہ کے ساتھ پڑھنا جائز ہے؟ مثلاً ہم پڑھیں" مالك يوم الدين۔ ملك يوم الدين "اور اگر ناجائز ہے تو ایسا کرنے والے کا کیا حکم ہے؟

جواب: ہمارے علم کے مطابق یہ بات ثابت ہے کہ نبی کریم ﷺ نماز میں سورۃ الفاتحہ وغیر الفاتحہ کے کسی بھی کلمہ کو دو مختلف قراءتوں سے نہیں پڑھتے تھے اور نہ ہی خلفاء راشدین یا صحابہ کرام میں سے کسی سے ایسا کرنا منقول ہے۔ اور نہ ہی ایسا کرنا مناسب ہے۔ اگر کوئی شخص ایسا کرتا ہے اور اس پر استمرار کرتا ہے تو وہ شخص دین میں بدعت ایجاد کرتا ہے جس کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے شروع نہیں کیا۔ بدعت کی مذمت میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

«من أحدث في أمرنا هذا ما ليس منه فهو رد»

ایک دوسری روایت میں فرمایا:

"من عمل عملاً ليس عليه أمرنا فهو رد

لیکن ایسا کرنے والے آدمی کی نماز صحیح ہوگی۔

اللجنة الدائمة للبحوث العلمية والإفتاء

عضو	عضو	نائب رئيس اللجنة	الرئيس
عبد الله بن قعود	عبد الله بن عديان	عبد الرزاق عفيفي	عبد العزيز بن باز

[فتویٰ رقم ۳۲۷۶:۲/۳۹۴]

سوال: شیخ ابن باز رحمہ اللہ سے سوال کیا گیا کہ کیا یہ بات درست ہے کہ امیر المؤمنین سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے جمع قرآن کے وقت سبعہ احرف میں سے بعض احرف یا بعض قراءات کو حذف کر دیا تھا؟

جواب: نبی کریم ﷺ سے ثابت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

«إن هذا القرآن أنزل على سبعة أحرف فاقرء وا ما تيسر منه»

محقق اہل علم فرماتے ہیں کہ اس سے متقارب المعنی، مختلف الالفاظ حرف مراد ہیں۔ جب سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو لوگوں کے اختلاف کی خبر ملی اور سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ نے آکر کہا "أدرك الناس" لوگوں کو سنبھالیے! تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانے میں موجود صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ جمع قرآن کا مشورہ کیا۔ چنانچہ انہوں نے قرآن مجید کو ایک حرف پر جمع کرنے کی تجویز دی تاکہ لوگ اختلاف نہ کریں۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے چار رکنی کمیٹی بنا دی اور سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو ان کا رئیس مقرر کر دیا۔ اس چار رکنی کمیٹی نے قرآن مجید کو ایک حرف پر جمع کر دیا۔ اور مملکت اسلامیہ کی تمام بڑے شہروں کی طرف اس کی ایک ایک کاپی بھیج دی۔

موجودہ قراءات سبعہ یا قراءات عشرہ اسی ایک حرف کے اندر موجود تھیں۔ قرآن مجید کو ایک حرف پر جمع کرنے کا مقصد، کلام اللہ کی حفاظت، لوگوں کو اختلاف سے روکنا اور فتنے سے بچانا تھا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

اللہ رب العزت نے سبعہ احرف پر پڑھنے کو واجب قرار نہیں دیا، بلکہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: «فاقرء وا ما تیسر منه» اس میں سے جو آسان ہو وہ پڑھو۔

لوگوں کو ایک حرف پر جمع کرنا، انتہائی پاکیزہ کام ہے جس پر سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم شکریے کے لائق ہیں، کیونکہ اس میں لوگوں کی تسہیل و آسانی ہے اور مسلمانوں کے درمیان موجود اختلاف کا خاتمہ ہے۔

[مجموعه فتاوی لابن باز:۳۲۱/۹]

◉..........◉..........◉

سوال: شیخ ابن باز رحمہ اللہ سے سوال کیا گیا کہ کیا سورۃ الضحی سے لے کر آخر قرآن تک تکبیر کہنا ثابت ہے؟

جواب: انہوں نے جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ یہ نبی کریم ﷺ سے ثابت نہیں ہے، جیسا کہ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے سورۃ الضحی کی تفسیر کے شروع میں اس کی صراحت فرمائی ہے، لیکن یہ ایک عادت ہے جس پر بعض قراء کرام ایک ضعیف حدیث کو بنیاد بنا کر عمل کرتے ہیں۔ اس کو ترک کر دینا اولیٰ ہے، کیونکہ عبادات ضعیف احادیث سے ثابت نہیں ہوتیں۔ [مجموعہ فتاوی لابن باز:۴۴۰/۱]

تنبیہ: یہ شیخ ابن باز رحمہ اللہ کی ذاتی رائے ہے حقیقت یہ ہے کہ سورۃ الضحی سے لے کر آخر قرآن تک تکبیر کہنے کے حوالے سے اہل علم کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے۔ تفصیلات جاننے کے لئے اسی شمارہ میں موجود شیخ القراء قاری محمد ابراہیم میر محمدی حفظہ اللہ کے مضمون [تکبیر کا بیان] کا مطالعہ فرمائیں۔

◉..........◉..........◉

سعودی عرب کے ہی نامور عالم دین شیخ ابن جبرین حفظہ اللہ، تکبیر کے حوالے سے سوال کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

جواب: قراءِ عشرہ میں سے امام ابن کثیر مکی کی قراءت میں تکبیر (الله أکبر کہنا) وارد ہے اور انہوں نے اپنے مشائخ سے لے کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تک کی سند سے یہ روایت کیا ہے کہ سورۃ الضحی سے لے کر سورۃ الناس کے آخر تک ہر سورت کے بعد "الله أکبر" کہا جائے، لیکن محدثین سے یہ تکبیر منقول نہیں ہے۔ جس کے معنی یہ ہیں کہ یہ مرفوعاً ثابت نہیں ہے۔ امام ابن کثیر رحمہ اللہ کے علاوہ قراء عشرہ میں سے کسی نے بھی تکبیر کو نقل نہیں کیا۔ لہٰذا جو شخص امام ابن کثیر مکی رحمہ اللہ کی قراءت پڑھ رہا ہو، وہ تکبیر کہہ لے، لیکن تکبیر کہنے والے یا نہ کہنے والے میں سے کسی پر بھی کوئی اعتراض نہیں کیا جائے گا۔ [فتاوی إسلامیه:۴۷/۴]

◉..........◉..........◉

سوال: دس آیات کی تلاوت میں سے کیا ہر آیت کو جدا جدا قراءت میں تلاوت کرنا جائز ہے؟ یا دس کی دس آیات کو پہلی آیت میں پڑھی گئی قراءت میں ہی مکمل کرنا لازم یا اولیٰ ہے؟

جواب: اولیٰ یہی ہے کہ جس قراءت میں پہلی آیت کو شروع کیا جائے، دس کی دس آیات کو اسی قراءت میں تلاوت کیا جائے، بلکہ مناسب یہ ہے کہ اس آیت کے موضوع سے متعلقہ تمام آیات کو اسی قراءت میں تلاوت کیا جائے۔ [فتاوی و مسائل لابن الصلاح:۲۳۰/۱]

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

سوال: کیا قراءاتِ شاذہ کے ساتھ تلاوت کرنا جائز ہے؟ اور کیا نماز میں قراءات شاذہ کی تلاوت مکروہ ہے؟

جواب: قراءات متواترہ کے سوا تلاوت کرنا ناجائز ہے۔اور وہ قراءات جو تواتر کے ساتھ ثابت نہیں ہیں، نماز وغیر نماز دونوں حالتوں میں ان کی تلاوت کرنا مکروہ ہے، اور ہر صاحب استطاعت شخص پر واجب ہے کہ وہ قیام واجب کیلئے اٹھ کھڑا ہو۔[فتاویٰ ومسائل لابن الصلاح:۲۳۱/۱]

سوال: اگر قراءاتِ شاذہ کے ساتھ تلاوت کرنا جائز نہیں ہے اور کوئی شخص ان کی تلاوت کرتا ہے اور اس پر مصر ہے تو کیا اسے گناہ کرنے والے کی مانند منع کیا جائے گا؟

جواب: اسے منع کرنا واجب ہے، اگر اسے اس قراءت کے شاذہ ہونے کا علم بھی ہو تو وہ گناہ گار ہے اور تعزیر کا مستحق ہے۔[فتاوی و مسائل لابن الصلاح:۲۳۲/۱]

سوال: اگر کوئی شخص روکنے کے باوجود قراءات شاذہ کی تلاوت کرنے سے باز نہیں آتا تو اس کی کیا سزا ہے؟

جواب: اسے قید کر دیا جائے اور اس کی توہین کی جائے، صاحب قدرت شخص پر واجب ہے کہ وہ اسے دوبارہ قراءات شاذہ کے ساتھ تلاوت کرنے کی اجازت نہ دے۔[فتاوی ومسائل لابن الصلاح:۲۳۲/۱]

امام ابن حزم الاندلسی رحمہ اللہ اپنی کتاب 'الملل والنحل' میں جمع قرآن، سبعہ احرف اور قراءات کے حوالے سے عیسائیوں کے اعتراضات کے جواب میں تفصیلی گفتگو کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

پہلی شق:

ان لوگوں نے یہ بھی اعتراض کیا ہے کہ تم لوگ اپنی کتاب (قرآن) کی نقل کو کیسے صحیح کہہ سکتے ہو؟ حالانکہ اس کی قراءات میں باہم شدید اختلاف ہے۔تم میں سے بعض لوگ بہت سے حروف بڑھا دیتے ہیں اور بعض لوگ انہیں حذف کر دیتے ہیں، یہ تو اختلاف کا ایک باب ہوا۔

دوسری شق:

تم لوگ ایسی اسانید سے جو تمہارے یہاں انتہائی صحت کو پہنچی ہوئی ہیں روایت کرتے ہو کہ تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اَصحاب کے چند گروہوں نے، اور ان کے ایسے تابعین نے، جن کی تم تعظیم کرتے ہو اور اپنا دین ان سے اَخذ کرتے ہو، قرآن کو ایسے الفاظ زائدہ و مبدلہ میں پڑھا ہے، کہ تم لوگ ان الفاظ میں پڑھنے کو جائز نہیں سمجھتے جیسا کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا مصحف (قرآن مجید) تمہارے مصحف کے خلاف تھا۔

تیسری شق:

نیز تمہارے علماء کے چند گروہ جن کی تم تعظیم کرتے ہو اور ان سے اپنا دین اخذ کرتے ہو کہتے ہیں کہ سیدنا عثمان

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بن عفان رضی اللہ عنہ نے بہت سی صحیح قراءات کو نکال ڈالا جب انہوں نے وہ مصحف لکھا جس پر انہوں نے تم لوگوں کو جمع کیا اور ان سات حرفوں میں سے جن پر تمہارے نزدیک قرآن نازل کیا گیا ہے، صرف ایک حرف باقی رکھا ہے۔

تیسری شق:

نیز روافض یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ تمہارے نبی کے اصحاب نے قرآن کو بدل دیا اور اس میں گھٹا بڑھا دیا۔

احقاق حق:

ان سب باتوں سے ان کا کوئی تعلق نہیں۔ جیسا کہ ہم ایسے طریقے سے بیان کریں گے جس میں کسی کو کوئی اشکال نہ ہوگا۔ وباللہ تعالی التوفیق

اختلاف قراءات:

تم لوگوں کا یہ کہنا کہ ہم اپنی کتاب کی قراءات میں باہم مختلف ہیں، بعض چند حروف بڑھاتے ہیں بعض چند حروف گھٹاتے ہیں، تو یہ کوئی اختلاف نہیں ہے، بلکہ وہ بھی ہمارا اتفاق ہے اور صحیح ہے۔ اس لیے کہ ان حروف اور ان تمام قراءتوں کی انتہا پوری پوری جماعتوں کی روایت سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک ثابت ہے کہ وہ سب آپ پر نازل ہوئیں۔ اس لیے ان تمام قراءتوں میں سے ہم جو بھی پڑھیں وہ صحیح ہے اور وہ سب قراءتیں شمار کی ہوئیں، محفوظ اور یاد کی ہوئیں اور معلوم ہیں جن میں نہ کوئی زیادتی ہے نہ کمی۔ لہٰذا اس فصل سے جو تمہارا اعتراض وتعلق تھا وہ باطل ہوگیا۔ وللہ تعالی الحمد

قراءات متروکہ:

تمہارا یہ کہنا کہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک گروہ سے اور ان تابعین سے کہ جن کی ہم تعظیم کرتے ہیں اور ان سے اپنا دین اخذ کرتے ہیں باسانید صحیح مروی ہے کہ انہوں نے قرآن کو ایسی قراءتوں میں پڑھا کہ ہم لوگ ان قراءتوں میں پڑھنا جائز نہیں سمجھتے۔ تو یہ صحیح ہے۔

ہم لوگ اگرچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب رضوان اللہ علیہم اجمعین کی تعظیم میں انتہا کو پہنچے ہوئے ہیں اور اللہ عزوجل کی بارگاہ میں ہمارا تقرب ان کی محبت کی وجہ سے ہے۔ مگر صحابہ کو وہم وخطاء سے بعید نہیں سمجھتے اور نہ کسی ایسی چیز میں ان کی تقلید کرتے ہیں جس کو انہوں نے کہا ہے۔

ہم تو محض وہ چیز صحابہ سے لیتے ہیں جس کے متعلق ہمیں انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خبر دی ہے جس کا انہوں نے خود مشاہدہ کیا ہے یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے اور وہ بھی اس وجہ سے کہ ان کی عدالت، ثقاہت اور صدق ثابت ہو چکا ہے، لیکن ان امور میں ان کا خطا و وہم سے معصوم ہونا جو وہ اپنی رائے وظن وقیاس سے کہیں تو ہم اس کے قائل نہیں۔

اگر تم لوگ بھی اپنے ان اَحبار واساقفہ کے ساتھ جو تمہارے اور انبیاء علیم السلام کے درمیان ہوئے ہیں ایسا ہی کرتے تو ہم تم پر ملامت نہ کرتے۔ بلکہ تم لوگ بھی صواب وہدایت پر ہوتے، نازل شدہ حق کے پیرو اور خطائے مہمل سے دور ہو جاتے، لیکن تم لوگوں نے ایسا نہیں کیا بلکہ ان لوگوں نے تمہارے لیے جو شریعت بنائی تم نے ان کی تقلید کر

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لی اور دنیا وآخرت میں ہلاک ہوئے۔

وہ قراءتیں جن کا تم نے ذکر کیا وہ محض صحابی یا تابعی پر موقوف ہیں (ان کا سلسلہ رسول اللہ ﷺ تک نہیں پہنچتا) لہذا لامحالہ وہ صحابی یا تابعی کا وہم ہے اور انبیاء علیہم السلام کے بعد وہم سے کوئی خالی نہیں۔

مصحف ابن مسعود رضی اللہ عنہ:

تمہارا یہ کہنا کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا مصحف تمہارے مصحف کے خلاف ہے یہ کذب وباطل اور تہمت ہے۔ مصحف عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ میں بلاشک محض انہی کی قراءت ہے مگر ان کی قراءت وہی ہے جو امام عاصم کی قراءت ہے کہ دنیائے مشرق ومغرب میں تمام اہل اسلام کے یہاں مشہور ہے جیسا کہ ہم نے بیان کیا کہ ہم اس کو بھی پڑھتے ہیں اور دوسری قراءات کو بھی، کیونکہ یہ ثابت ہو چکا ہے کہ یہ ساری قراءات اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل کی گئی ہیں۔ لہٰذا اس کے متعلق بھی ان کا اعتراض باطل ہو گیا۔ والحمد للہ رب العالمین

مصحف عثمانی:

تمہارا یہ کہنا کہ ''علماء کی ایک جماعت نے جن سے ہم اپنا دین اخذ کرتے ہیں، بیان کیا ہے کہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے جب وہ مصحف لکھا جس پر انہوں نے لوگوں کو جمع کر لیا تو اس میں نازل شدہ حروف میں سے چھ حروف نکال ڈالے اور صرف ایک حرف رہنے دیا تو یہ انہیں اغلاط میں سے ہے جن کا تذکرہ ہو چکا ہے۔ یہ وہ گمان ہے جس کے قائل نے خطا کی ہے، واقعہ ایسا نہیں ہے جیسا اس نے کہا بلکہ یہ سب مثل آفتاب روشن کے برہان سے باطل ہے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ایسے وقت ہوئے ہیں کہ تمام جزیرۃ العرب مسلمانوں، قرآنوں، مسجدوں اور قاریوں سے بھرا ہوا تھا۔ قاری، بچوں عورتوں اور ہر موجود اور دور سے آنے والے کو قرآن کی تعلیم دیا کرتے تھے۔ تمام یمن جوان کے زمانے میں متعدد شہروں اور بستیوں پر مشتمل تھا، اسی طرح بحرین اور عمان جن کی وسیع آبادی میں متعدد شہر اور دیہات تھے، اسی طرح تمام مکہ، طائف، مدینہ اور شام، اسی طرح جزیرۃ، اسی طرح تمام مصر اور اسی طرح کوفہ وبصرہ کہ ان تمام آبادیوں میں اس قدر قرآن وقاریان قرآن تھے کہ ان کا شمار سوائے اللہ کے کوئی نہیں کر سکتا، جیسا کہ یہ لوگ بیان کرتے ہیں اگر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اس کا قصد بھی کرتے تو ہرگز اس پر قادر نہ ہوتے۔

یہ کہنا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو ایک قرآن پر جمع کر دیا تو یہ بھی باطل ہے۔ مذکورہ بالا وجوہ سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اس پر بھی قادر نہیں ہو سکتے تھے اور نہ کبھی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اس طرف گئے کہ لوگوں کو اپنے لکھے ہوئے مصحف پر جمع کریں انہیں محض یہ اندیشہ ہوا کہ فاسق آ کے دین میں مکر کی کوشش کرے یا اہل خیر ہی میں سے کوئی وہم کرے اور قرآن کا کچھ حصہ بدل دے۔ نتیجے میں ایسا اختلاف ہوگا جو گمراہی تک پہنچا دے گا۔ انہوں نے متفق ہو کر چند قرآن لکھے اور ہر سمت ایک قرآن بھیج دیا کہ اگر کوئی وہم کرنے والا وہم کرے یا کوئی بدلنے والا بدل دے تو اس متفق علیہ قرآن کی طرف رجوع کر لیا جائے لہذا حق ثابت وواضح ہو گیا اور کید ووہم باطل ہو گیا۔

یہ کہنا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے چھ حروف مٹا دیئے تو جو یہ کہتا ہے، وہ جھوٹا ہے۔ اگر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ایسا کرتے یا ایسا کرنے کا ارادہ کرتے تو اسلام سے خارج ہو جاتے اور ایک ساعت بھی نہ ٹھہرتے۔ یہ ساتوں حروف ہمارے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہاں موجود ہیں۔ جیسے تھے ویسے ہی قائم ہیں مشہور ومنقول وماثور قراءتوں میں محفوظ ثابت ہیں۔ والحمد للہ رب العالمین۔

[مذکورہ بالا بحث امام ابن حزم رحمہ اللہ کی کتاب الفصل فی الملل والاھواء والنحل کے اردو ترجمے 'قوموں کا عروج وزوال' مترجم: مولانا عبداللہ عمادی سے لی گئی ہے صفحہ نمبر ۳۱۷ تا ۳۱۹۔ نیز قراءات عشرہ اور سبعہ احرف کے حذف کے حوالے سے یہی بحث امام ابن حزم رحمہ اللہ کی کتاب الاحکام فی أصول الاحکام میں بھی موجود ہے۔ [۵۶۵/۱] اختصار کی غرض سے یہاں نقل نہیں کی جارہی]

امام ابن حزم رحمہ اللہ معوذتین اور سورۃ الفاتحہ کے بارے میں فرماتے ہیں:

وہ قرآن مجید جو مشرق ومغرب میں مسلمانوں کے پاس مصاحف میں موجود ہے، سورۃ الفاتحہ سے لے کر آخر معوذتین تک۔ اللہ تعالیٰ کا کلام اور وحی الٰہی ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دل پر نازل فرمایا: جس شخص نے اس (قرآن) میں سے ایک حرف کا بھی انکار کیا وہ کافر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿فأجِرْهُ حَتّٰی یَسْمَعَ کَلَامَ اللّٰهِ﴾ [التوبۃ:۶]

نیز فرمایا: ﴿نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِیْنُ عَلٰی قَلْبِكَ﴾ [الشعراء:۱۹۳]

نیز فرمایا: ﴿وَکَذٰلِكَ أَوْحَیْنَا إِلَیْكَ قُرْاٰنًا عَرَبِیًّا﴾ [الشوریٰ:۷]

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب وہ روایت جس میں مذکور ہے کہ ان کے مصحف میں سورۃ الفاتحہ اور معوذتین موجود نہیں تھیں، جھوٹی اور موضوع ہے اور ان سے صحیح ثابت نہیں ہے بلکہ ان سے امام عاصم کی قراءت عن زر بن حبیش عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ صحیح ثابت ہے، اور اس قراءت میں سورۃ الفاتحہ اور معوذتین موجود ہیں۔ [المحلی:۱۳/۱]

امام ابن حزم رحمہ اللہ ''بسم الله الرحمن الرحیم'' کے متعلق فرماتے ہیں:

جو شخص ان قراء کرام کی قراءت یا روایت پڑھتا ہے جنہوں نے ''بسم الله الرحمن الرحیم'' کو قرآن مجید کی آیت شمار کیا ہے، اس کی نماز بدون بسملہ درست نہیں ہوگی۔ بسملہ کو آیت شمار کرنے والوں میں امام عاصم بن ابی النجود، امام حمزہ، امام کسائی، امام عبداللہ بن کثیر رحمہم اللہ اور متعدد صحابہ کرام وتابعین عظام شامل ہیں۔ اور جو شخص ان قراء کرام کی قراءت یا روایت پڑھتا ہے جو بسملہ کو سورۃ الفاتحہ کی آیت شمار نہیں کرتے، وہ بسملہ پڑھنے اور نہ پڑھنے کے درمیان مختار ہے۔ بسملہ کو آیت شمار نہ کرنے والوں میں امام ابن عامر شامی، امام ابو عمرو بصری اور امام یعقوب رحمہم اللہ شامل ہیں۔

آگے چل کر امام ابن حزم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

حق یہی ہے کہ نماز میں سورۃ الفاتحہ کی قراءت کرنا فرض ہے۔ اور ان قراءاتِ قرآنیہ کے برحق اور قطعی ہونے میں اہل اسلام کا کوئی اختلاف نہیں ہے۔ تمام کی تمام قراءات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے اور انہوں نے اللہ تعالیٰ سے نقل کی ہیں۔ جب تمام قراءات برحق ہیں تو انسان ان میں سے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جو چاہے پڑھ سکتا ہے۔ ''بسم الله الرحمن الرحيم ''بعض صحیح قراءات میں سورۃ الفاتحہ کی آیت ہے، جبکہ بعض صحیح قراءات میں سورۃ الفاتحہ کی آیت نہیں ہے۔ بسملہ کی طرح متعدد ایسے الفاظ ہیں بعض صحیح قراءات میں موجود ہیں اور بعض میں نہیں ہیں جیسے ''هو الغني الحميد'' میں لفظ ''هو'' وغیرہ

قرآن مجید سبعہ احرف پر نازل ہوا ہے اور تمام کے تمام حروف برحق ہیں۔ اور قراءات کا مذکورہ اختلاف بھی بالاجماع انہی برحق سبعہ احرف میں سے ہے۔ [المحلی: ۲۵۱/۳، ۲۵۴]

اس کے علاوہ امام ابن حزم رحمہ اللہ نے قرآن مجید کی اس آیت مبارکہ ﴿ حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلوٰةِ الْوُسْطٰى﴾ کی شرح میں مختلف قراءات شاذہ کا تذکرہ کیا ہے۔ [المحلی: ۲۵۴/۴]

نیز انہوں نے سجود القرآن کی وضاحت کرتے ہوئے بھی مختلف قراءات کو نقل کیا ہے۔ [المحلی: ۱۰۵/۵، ۱۱۰]

امام ابن قدامہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''مصحف عثمان میں موجود ہر قراءت کو پڑھا جائے گا۔ امام احمد رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ وہ قراءت نافع عن اسماعیل بن جعفر رحمہ اللہ کو پسند کرتے تھے، اس کے بعد قراءت عاصم عن ابی بکر بن عیاش کو پسند کرتے تھے۔ نیز امام ابوعمرو بن العلاء البصری کی قراءت کے بھی مدح خواں تھے۔ وہ قراءات عشرہ میں سے قراءت حمزہ اور قراءت کسائی کے علاوہ، کسی کو بھی ناپسند نہیں کرتے تھے۔ قراءت حمزہ اور قراءت کسائی کو امالہ، ادغام، تکلف اور لمبی مد کی وجہ سے ناپسند کرتے تھے۔

سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''نزل القرآن بالتفخيم '' قرآن مجید تفخیم کے ساتھ نازل ہوا ہے۔ [ذكره السيوطی فی الجامع الكبير: ۱۵۵/۱]

اور سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ''أنزل القرآن بالتفخيم والتثقيل''

قرآن مجید تفیخم اور تثقیل کے ساتھ نازل کیا گیا ہے۔

اور نمازوں میں ان دونوں (امام حمزہ رحمہ اللہ اور رامام کسائی رحمہ اللہ) کی قراءت کے ساتھ تلاوت کرنا جائز ہے۔ الاثرم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے ابوعبداللہ رحمہ اللہ سے کہا کہ: اگر کوئی شخص قراءتِ امام حمزہ کے ساتھ نماز پڑھاتا ہو تو کیا میں اس کے پیچھے نماز پڑھ لوں؟ تو انہوں نے فرمایا: اس درجے کو ان میں سے کوئی بھی نہیں پہنچتا۔ لیکن مجھے قراءت حمزہ پسند نہیں ہے۔ [المغنی: ۱۶۵/۲]

امام ابن قدامہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مصحف عثمان سے خارج قراءات میں سے ہر قراءت، جیسے قراءت ابن مسعود وغیرہ کے ساتھ نماز ادا کرنا غیر مناسب ہے، کیونکہ قرآن مجید بطریق تواتر ثابت ہوتا ہے جبکہ یہ قراءات غیر متواتر ہیں اور ان کا قرآن ہونا ثابت نہیں ہے اگر کوئی قراءت ایسی ہو جس کی نقل صحیح اور سند متصل ہو تو اس میں اہل علم کے دو قول ہیں:

① اس کے ساتھ نماز صحیح نہیں ہوگی۔

② اس کے ساتھ نماز صحیح ہوگی، کیونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نبی کریم ﷺ کی وفات سے پہلے اور بعد، دونوں زمانوں میں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

اپنی ان قراءات کے ساتھ نماز پڑھا کرتے تھے، اور نبی کریم ﷺ سے صحیح ثابت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:
«من أحب أن يقرأ القرآن غضا كما أنزل فليقرأه على قراءة ابن أم عبد»
[سنن ابن ماجة:۱/۴۹، مسند أحمد:۱/۷، ۲۶، ۳۸، ۴۴۵، ۴۵۴]
''جو شخص اس طرح قرآن پڑھنا چاہتا ہو جس طرح نازل ہوا ہے تو اسے چاہیے کہ ابن ام عبد (ابن مسعود رضی اللہ عنہ) کی قراءت پر پڑھے۔''

جب سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اور سیدنا ہشام بن حکیم رضی اللہ عنہ نے قراءتِ قرآن میں اختلاف کیا تو انہیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا «اقرء وا کما علمتم» تمہیں جیسے سکھلایا گیا ہے اسی طرح پڑھو۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جمعِ عثمانی سے قبل بعض ان قراءات کے ساتھ بھی نماز ادا کیا کرتے تھے جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مصحف سے حذف کر دیں۔ وہ ان قراءات کی تلاوت میں کوئی حرج محسوس نہیں کرتے تھے اور نہ ہی ان کی قراءات کی تلاوت سے وہ بطلان نماز کے قائل تھے۔ [المغنی:۲/۱۶۶]

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ